مقالات

صحابہ کرامؓ کے صحف احادیث

از :۔ مولانا قاضی اطہر مبارکپوری ۔ مبارکپور ۔ اعظم گڈھ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی احادیث کے صحیفے اور نسخے

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مکثرین صحابہ میں سے ہیں، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ احادیث کی روایت کی ہے، ان کے اصحاب وتلامیذ نے ان کی روایات کو کتابوں اور نسخوں کی شکل میں جمع کیا ہے، جن میں نسخہ نافع زیادہ مشہور رہے۔ خطیب بغدادی نے اس کا تذکرہ یوں کیا ہے:

ونسخة اخرى عند ابي اليمان	اور ایک اور نسخہ ابوالیمان کے پاس شعیب
عن شعيب ايضاً عن نافع ،	کی روایت سے تھا، جس کو انہوں نے نافع سے اور
عن ابن عمر[1]۔	انہوں نے ابن عمر سے روایت کیا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ کے بیان میں گزر چکا ہے کہ ابوالیمان حکم بن نافع عن شعیب بن ابی حمزہ، عن ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی ہریرہ" کی سند سے ایک نسخہ کی روایت کرتے تھے، اس کے علاوہ ان کے پاس حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی احادیث کا ایک نسخہ تھا، اس کو بھی وہ عن شعیب، عن نافع، عن ابن عمرؓ کی سند سے بیان کرتے تھے، نافع مولیٰ ابن عمر اپنے آقا کے علم کے ترجمان اور ناشر ہیں، ان سے شعیب بن ابو حمزہ دینار اموی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی احادیث روایت کیں اور ان کو نسخہ کی شکل میں مرتب کیا، ان سے ابوالیمان حکم بن نافع نے اور ان سے بہت سے محدثین نے اس کی روایت کی، خلیلی کا بیان ہے:

---

[1] الکفایہ ص ۲۱۴

ان میں حضرت نافع مولی ابن عمر سب سے زیادہ مشہور اور ان کے علم کے جامع و ناشر ہیں، نافع کے تلامذہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر کے علوم کو صحیفوں میں جمع کیا، نافع بن ابو نعیم، اسمعیل بن ابراہیم بن عقبہ اور ابن ابو فروہ کا بیان ہے

کان کتاب نافع الذی سمعه من ابن عمر فی صحیفة، فکنا نقرءها علیه، فنقول یا ابا عبد اللہ انقول حدثنا نافع، فیقول: نعم،	نافع کی کتاب جس کو انھوں نے حضرت ابن عمر سے سنا تھا صحیفہ کی صورت میں تھی، ہم لوگ اس کو ان سے پڑھتے تھے، اور کہتے تھے کہ ابو عبد اللہ! کیا ہم کہیں کہ حدثنا نافع

نافع بن ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ

قیل له قد کتبوا علمک، قال: کتبوا؟ قیل: نعم، قال: فلیاتوا به حتی اقومه،	نافع سے کہا گیا کہ لوگوں نے آپ کے علم (حدیث) کو لکھا ہے تو کہا کہ لوگوں نے لکھا ہے؟ کہا گیا کہ ہاں تو کہا اسے میرے پاس لاؤ تاکہ میں درست کر دوں

(سیر اعلام النبلاء ذہبی صفحہ ۹۹/۵)

ان دونوں بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ نافع حضرت ابن عمر سے احادیث سنکر صحیفوں کی صورت میں باقاعدہ لکھتے تھے جس کو ان سے ان کے تلامذہ نے روایت کیا، اور لکھا، یہی نہیں بلکہ نافع ان کے صحیفوں کو منگا کر تصحیح کرتے تھے، اور تصدیق کر کے ان کی روایت کی اجازت دیتے تھے۔ بعد میں ان کے تلامذہ نے ان مستند و معتبر صحیفوں کی اپنے شاگردوں سے کی،

نسخة شعيب رواها الائمة عن الحكم[۱]	نسخۂ شعیب کی روایت ائمہ حدیث نے حکم بن نافع سے کی ہے۔

ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلؒ نے ابوالیمان حکم بن نافع سے پوچھا کہ آپ نے شعیب بن ابوحمزہ سے ان کی کتابیں کس طرح پڑھی ہیں، انہوں نے بتایا کہ ان کی بعض کتابیں میں نے ان کے سامنے پڑھیں اور بعض کتابیں انہوں نے پڑھیں، اور بعض کتابیں مناولہ کے طور پر حاصل کیں ہیں۔ س کر امام احمدؒ نے کہا کہ آپ ان تمام کتابوں کی روایت میں اخبرنا شعیب کہا کریں۔[۲]

جمیل بن زید طائی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے براہ راست روایت نہیں کی ہے، مگر ان کی احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا، وہ خود بیان کرتے ہیں:

هٰذه احاديث ابن عمر، ما	یہ ابن عمر کی احادیث ہیں، میں نے ان کو ابن
سمعتُ من ابن عمر شيئًا انما	عمرؓ سے نہیں سنا ہے، لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم
قالوا اكتب احاديث ابن عمر	ابن عمرؓ کی حدیثوں کو لکھو تو میں نے مدینہ جاکر
فقدمت المدينة فكتبتها[۳]	ان کو لکھا ہے۔

ابوبکر بن عیاش نے کہا ہے کہ جمیل بن زید طائی نے خود اعتراف کیا ہے کہ میں نے ابن عمرؓ سے کچھ نہیں سنا ہے، بلکہ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم ابن عمرؓ کی حدیثوں کو لکھو تو میں نے مدینہ جاکر ان کو لکھا ہے۔[۴]

فقیہ حرم، عالم حجاز عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج مکی متوفی سنہ ۱۵۰ھ کے پاس حضرت ابن عمرؓ کی احادیث کا ایک مجموعہ نافع مولیٰ ابن عمر کی روایت سے تھا، وہ مکہ مکرمہ کے پہلے مصنف ہیں۔ انہوں نے اپنے کئی شیوخ کی احادیث و مرویات کو کتابی شکل میں مرتب کیا تھا، ان کا قول ہے:

۱؎ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۴۴۳، ۲؎ " ج ۲ ص ۴۴۲، ۳؎ تاریخ کبیر ج ۱ قسم ۲ ص ۲۱۵

۴؎ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۱۴،

ما دوّن العلم تدوينى احدٌ	میری طرح کسی نے علم حدیث کو مدون نہیں کیا ہے۔

ولید بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے اوزاعی اور دوسرے کئی اہل علم سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کس کے لئے علم حاصل کیا ہے؟ سب نے بتایا کہ اپنے لئے، البتہ ابن جریج نے کہا کہ میں نے لوگوں کے لئے علم حاصل کیا ہے، یحیٰ بن سعید قطان نے کہا ہے کہ ہم لوگ ابن جریج کی کتابوں کو کتب الامانۃ کہا کرتے تھے۔

انھوں نے ہشام بن عروہ کی احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، ایک مرتبہ ہشام بن عروہ سے کہا کہ ابوالمنذر! جو صحیفہ میں نے فلاں عالم کو دیا ہے، وہ آپ کی حدیثوں کا ہے؟ تو ہشام بن عروہ نے اس کی تصدیق کی، ابن شہاب زہری کی احادیث کا بھی ایک مجموعہ ابن جریج کے پاس تھا، ان کا بیان ہے کہ میں نے زہری سے کچھ نہیں سنا ہے، البتہ انہوں نے اپنی احادیث کا ایک جزء مجھ کو دیا اور میں نے اس کو لکھ لیا، پھر مجھ کو اس کی روایت کی اجازت دے دی۔[۱]

ابن جریج نے نافع کی روایت سے حضرت ابن عمرؓ کی احادیث بھی جمع کی تھیں، ان کا بیان ہے۔

اتيت نافعاً وطرح حقيبتهٗ	میں نافع کے پاس گیا، انہوں نے زنبیل بچھا دی، اور
فجلست عليها فأملا علىّ فى	میں اس پر بیٹھ گیا، اس کے بعد انہوں نے مجھے املا
الواحى قال سمعت عبد الله	کرایا کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا ہے وہ کہتے تھے
بن عمر يقول: قال رسول الله	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اور میں نے
صلى الله عليه وسلم[۲]	اپنی تختیوں پر لکھا۔

رامہرمزی نے المحدث الفاصل میں ابن جریج کا یہ بیان ان ہی الفاظ میں نقل کیا ہے، البتہ اس میں حقیبہ کے بجائے جونہ کا لفظ ہے جو تھیلے اور زنبیل کے معنی میں ہے۔[۳]

۱؎ تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۴۰۲، ۲؎ مسند حمیدی ج ۲ و ۲۹، ۳؎ المحدث الفاصل ص ۶۰۲۔

مشہور تابعی اور مفسر قرآن سعید بن جبیرؒ نے براہ راست حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے احادیث کی روایت کرکے ان کو کتاب میں جمع کیا تھا، ان کا بیان ہے:

کنت اسمع من ابن عمرؓ و ابن	میں ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے رات میں حدیث
عباس الحدیث باللیل فاکتبہ	سنتا تھا تو کجاوے کی لکڑی پر لکھ لیتا تھا،
فی واسطۃ رحلی حتی اصبح	پھر صبح کو اس کو نقل کرتا تھا۔
فانسخہ۔[1]	

ابن جبیر کو اپنی ان کتابوں کے بارے میں شک و شبہہ یا اختلاف ہوتا تھا وہ کوفہ سے مدینہ حضرت ابن عمر کے پاس آئے ان کا بیان ہے کہ:

کنا نختلف بالکوفۃ فی اشیاء	میں نے صحیفہ میں جو احادیث لکھی تھیں ان کی
کتبتہا فی صحیفۃ فاتیت ابن	بعض باتوں میں ہم لوگوں میں کوفہ میں اختلاف ہوتا تو میں تو
عمر فجعلت اقرء و اسألہ، و	ابن عمر کے پاس آیا اور حدیث پڑھتا اور اس کے
لو راھا کانت الفیصل بینی و	بارے میں ان سے سوال کرتا، حالانکہ اگر ابن
بینہ۔[2]	عمرؓ صحیفہ کو دیکھ لیتے تو اسی سے ہمارا فیصلہ ہو جاتا۔

ان کے اس بیان سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کی احادیث کو وافر مقدار میں صحیفہ میں جمع کر لیا تھا، اور اس کو بحفاظت رکھتے تھے اور اس میں کوئی شبہ یا اختلاف ہوا تو حضرت ابن عمرؓ کی خدمت میں آکر تحقیق کر لی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی احادیث کے صحیفے اور نسخے

حبر الامت، ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر وفات نبوی کے وقت دس یا تیرہ سال کی تھی، ان کا بیان ہے کہ

[1] المحدث الفاصل ص۳۰۶، و جامع بیان العلم ج ۱ ص۷۲، [2] المحدث الفاصل ص۳۷۹ و جامع بیان العلم ج ۱ ص۶۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میں نے ایک انصاری دوست سے کہا کہ آؤ ہم صحابہ سے دین کا علم حاصل کریں، اس وقت یہ حضرات کثیر تعداد میں موجود ہیں، اس نے کہا کہ سبحان اللہ کیا تم سمجھتے ہو کہ لوگ علم دین میں تمہارے محتاج ہوں گے، اس کے بعد وہ تو رک گیا، اور میں صحابہ کی خدمت میں جاکر علم دین حاصل کرنے لگا، اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ کسی کے پاس کوئی حدیث رسول ہے، تو فوراً اس کے دروازے پر پہونچ جاتا، وہ دوپہر میں اندر آرام کرتا اور میں دروازہ پر چادر کا تکیہ لگا کر بیٹھ جاتا، سخت گرمی کا زمانہ ہوتا تھا، تیز ہوا کی وجہ سے دھول اور مٹی میرے اوپر گرتی تھی اور جب صاحب خانہ باہر آکر مجھے اس حال میں دیکھتا تو کہتا اے ابن عم رسول اللہ! آپ نے کیوں یہ تکلیف اٹھائی؟ مجھے کیوں نہیں بلا بھیجا، میں خود حاضر ہو جاتا، میں جواب دیتا کہ علم دین کی طلب میں مجھے آپ کے پاس آنا چاہیئے، اس کے بعد اس سے حدیث معلوم کرتا تھا، بعد میں جب میرے انصاری دوست نے دیکھا کہ لوگ علم کے لئے میرے گرد جمع ہو رہے ہیں تو کہا کہ یہ جوان مجھ سے زیادہ عقلمند نکلا، میں انصار و مہاجرین کے اکابر صحابہ کی خدمت میں پڑا رہتا تھا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی اور ان کے بارے میں قرآنی آیات و احکام کے متعلق سوال کیا کرتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ان دینی معلومات و احادیث کو لکھ لیا کرتے تھے، ان کے پاس ایسے صُحُف و نُسَخ کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہو گیا تھا، عبید اللہ بن علی بن ابو رافع کا بیان ہے:

کان ابن عباس یاتی ابا رافعٍ	ابن عباسؓ میرے دادا ابو رافع کے پاس آکر
فیقول ما صنع رسول اللہ صلی	ان سے معلوم کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وسلم یوم کذا؟ و	نے فلاں دن کیا کام کیا ہے؟ اور ان کے
مع ابن عباس من کان یکتب ما یقول۔[1]	ساتھ آدمی رہتا تھا جو لکھ لیا کرتا تھا۔

[1] الاصابہ ج ۴ ص۹۱ و ۹۲،

حضرت ابن عباس نے اپنی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا تھا، ایک بیان کے مطابق ان کے پاس ایک اونٹ کے بار برابر کتابیں تھیں جن کو بعد میں ان کے غلام کریب بن ابو سلم نے مشہور امام مغازی موسیٰ بن عقبہ کے یہاں رکھا تھا، ان کا بیان ہے۔

وضع عندنا کریب حمل بعیر من کتب ابن عباس[1] — کریب نے ہمارے پاس ابن عباسؓ کی کتابوں میں سے ایک اونٹ کے بار برابر کتابیں رکھی تھیں۔

ابن سعد نے موسیٰ بن عقبہ سے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے کہ کریب نے ہمارے پاس ابن عباسؓ کی کتابوں میں ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں رکھی تھیں، اور ابن عباسؓ کے صاحبزادے علی بوقت ضرورت کریب کو لکھتے تھے کہ فلاں فلاں صحیفے میرے پاس بھیج دو، چنانچہ وہ علی بن عبداللہ بن عباس کی طلب کے مطابق کتابیں ان کے پاس بھیج دیتے اور ان کو لکھ کر واپس کرتے تھے اور دوسری کتاب منگاتے تھے۔[2]

کریب کے پاس بھی ایک تابوت یعنی صندوق میں حضرت ابن عباسؓ کی کتابیں تھیں جن سے وہ کام لیتے تھے، انہوں نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے یہ دعا کی اللّٰھم اجعل فی قلبی نوراً، وفی سمعی نوراً، وعن یمینی نوراً، وعن یساری نوراً، وفوقی نوراً، وتحتی نوراً، وامامی نوراً وخلفی نوراً، واعظم لی نوراً، اس کے راوی سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ اس کے بعد کریب نے کہا: "وسبعاً فی التابوت" یعنی ان کے علاوہ اور سات چیزوں کے بارے میں آپ نے دعا کی جو صندوق میں ہیں، میرے حافظہ میں نہیں ہیں۔ (الادب المفرد، باب دعاء النبیؐ)

حضرت ابن عباسؓ کا مستقل قیام طائف میں تھا، وہاں ان کے تلامذہ کی بڑی تعداد تھی،

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۴۳۳، [2] طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۹۳۔

(۳) کریبؒ حضرت ابن عباسؓ کی احادیث کے علاوہ دیگر صحابہؓ کی احادیث کو بھی (و تابعین) جمع کیا کرتے تھے، اور ان کے پاس ایک بار کے برابر کتابیں تھیں، (وغیرہ)

کریب بن مسلم مولی ابن عباس، روی عن جماعۃ من الصحابۃ، وغیرھم، وکان عندہ حمل کُتُب،

کریب مولی ابن عباس نے صحابہؓ کی ایک (وغیرہ) جماعت سے حدیث کی روایت کی ہے، اور ان کے پاس ایک بوجھ کتابیں تھیں،

(سِیَر اعلام النُبلاء ص ۱۸۶ / ۹)

جن کے پاس ابن عباسؓ کی احادیث و مرویات کی کتابیں تھیں وہ لوگ ان کو ابن عباسؓ کے سامنے پیش کرکے ان سے تصدیق و توثیق کراتے اور ابن عباسؓ خود ان کو پڑھ کر روایت کی اجازت دیتے تھے، عکرمہ مولیٰ ابن عباسؓ کا بیان ہے :

ان نفراً قدموا علی ابن عباس من اھل الطائف بکتب من کتبہ، فجعل یقرء علیھم[1]	اہل طائف کی ایک جماعت ابن عباسؓ کے پاس ان کی کتابیں لائی تو آپ نے ان کے سامنے پڑھنا شروع کر دیا۔

ان بیانات سے ابن عباسؓ کی کتابوں کی کثرت اور ان کی اشاعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

سعید بن جبیرؒ کے پاس ابن عمرؓ کی احادیث کی طرح ابن عباسؓ کی احادیث بھی تحریری شکل میں تھیں، ان کا یہ بیان گزر چکا ہے۔

کنت اسمع من ابن عمر، و ابن عباس الحدیث باللیل فاکتبہ فی واسطۃ رحلی حتی اصبح فانسخہ[2]	میں ابن عمر اور ابن عباسؓ سے رات میں حدیث سنتا تھا تو کجاوہ کی لکڑی پر ٹانک لیا کرتا تھا اور صبح اس کو لکھ لیتا تھا۔

ان سے ایک روایت میں ہے کہ میں ابن عباسؓ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں راتوں کو چلتا تھا اور وہ مجھ سے حدیث بیان کرتے تھے میں اس کو اپنے کجاوے کی لکڑی پر لکھ لیا کرتا تھا اور صبح کو نقل کر لیتا تھا[3]۔ عثمان بن حکیم کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر ابن عباس کے ہمسفر رہا کرتے تھے اور ان سے حدیث سن کر کجاوہ کی لکڑی پر ٹانک لیتے تھے اور جب کسی منزل پر اترتے تھے تو لکھ لیتے تھے[4]۔

---

[1] کتاب العلل، ترمذی بحوالہ تدوین حدیث ص ۶۲، [2] المحدث الفاصل ص ۹۶، [3] سنن دارمی ج ۱ ص ۱۰۵
[4] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲۔

ابن جبیر حضرت ابن عباس کی احادیث کو ان کی مجلس میں بھی صحیفہ میں لکھا کرتے تھے، ان کا بیان ہے کہ میں ابن عباس کے پاس لکھا کرتا تھا، جب صحیفہ بھر جاتا تھا تو اپنے دونوں جوتوں کی پشت پر لکھتا تھا یہاں تک کہ وہ بھی بھر جاتی تھی۔[1]

طاؤس کہتے ہیں کہ میں اور سعید بن جبیر حضرت ابن عباسؓ کے یہاں جاتے، وہ ہم سے حدیث بیان کرتے تھے جس کو سعید بن جبیرؒ لکھ لیا کرتے تھے۔[2]

حضرت ابن عباسؓ کے پاس حضرت علیؓ کے قضایا کتابی شکل میں موجود تھے، ایک مرتبہ ابن ابی ملیکہ نے ان کو لکھا کہ آپ میرے لئے کوئی کتاب لکھ دیں جو میرے حق میں مفید ہو تو ابن عباس نے قضایا علی کی کتاب منگا کر ابن ابی ملیکہ کے لئے ان کو لکھا، مقدمہ صحیح مسلم میں اس کی تفصیل ہے[3]، حضرت ابن عباس کی طرف ایک کتاب غریب القرآن منسوب ہے جس کا نسخہ برلین میں ہے۔[4]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی احادیث کا صحیفہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ السابقون الاوّلون میں ہیں جو صاحب الہجرتین بھی ہیں، غزوہ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص اور صاحب النعل والوسادہ ہیں، ان سے بہت زیادہ احادیث مروی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دینی تعلیم کے لئے کوفہ بھیجا تو اہل کوفہ کو لکھا کہ میں نے ابن مسعودؓ کو تمہارے پاس بھیج کر اپنے اوپر تم لوگوں کو ترجیح دی ہے، تم ان سے علم حاصل کرو، ان کے بڑے مناقب اور فضائل ہیں، حضرت ابن مسعود کے پاس ان کی احادیث کا ایک نسخہ کتاب کی صورت میں تھا، جس کو انہوں نے خود لکھا تھا، ان کے پوتے معن بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ:

---

[1] المحدث الفاصل ص ۳۷۱ وطبقات ابن سعد ج ۶ ص ۱۷۹ [2] المحدث الفاصل ص ۳۷۱، [3] مقدمہ صحیح مسلم، [4] مجلۃ الازہر، ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ ص ۲۳۹۵۔

عن معن قال: اخرج الیّ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کتاباً وحلف لی انہ خط ابیہ بیدہٖ۔[1]	میرے والد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود نے میرے سامنے ایک کتاب نکالی اور قسم کھا کر کہا کہ یہ ان کے والد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

محدثین کے قول کے مطابق عبدالرحمٰن نے اپنے والد ابن مسعودؓ سے حدیث کا سماع نہیں کیا ہے کیوں کہ ان کی عمر والد کے انتقال کے وقت صرف چھ سال کی تھی، اور بعض محدثین نے دو ایک حدیث کے سماع کا ذکر کیا ہے، اس لئے عبدالرحمٰن اس کتاب کی روایت وجادت کے طور پر کرتے رہے ہونگے ان کے لڑکے معن بن عبدالرحمٰن کوفہ کے قاضی، علم کے جامع اور پرہیزگار عالم تھے، اور ان کے لڑکے قاسم بن معن بھی کوفہ کے قاضی، نہایت ثقہ محدث وفقیہہ تھے، ان کو اپنے زمانہ کا شعبی کہا جاتا تھا، اغلب یہی ہے کہ یہ سب حضرات اس کتاب کی روایت کرتے رہے ہوں گے،

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی احادیث کے نسخے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے مکثرین صحابہ میں سے ایک ہیں بیعت عقبہ میں اپنے والد کے ساتھ تھے، بدر واحد کے غزوات میں صغر سنی کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے، ان کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، حضرت جابر کے شاگرد ان کی احادیث کو صحیفوں اور نسخوں میں لکھتے تھے اور ان سے ان کی روایت کرتے تھے۔

حضرت عقیل کے پوتے عبداللہ بن محمد اور حضرت حسین کے پوتے ابو جعفر محمد الباقر دونوں حضرت جابرؓ سے احادیث لکھتے تھے۔

---

[1] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲۔

عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل قال: کنت اذھب انا وابو جعفر الی جابر بن عبد اللہ ومعنا الواح صغار نکتب فیھا الحدیث[1]

عبد اللہ بن محمد بن عقیل نے بیان کیا ہے کہ میں اور ابو جعفر دونوں جابر بن عبد اللہ کے پاس جاتے تھے، ہمارے پاس چھوٹی چھوٹی تختیاں ہوتی تھیں جن میں حدیث لکھتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ کے پاس حضرت جابر کی احادیث کا ایک صحیفہ تھا، جس کی تصدیق امام شعبی نے کی، انہوں نے یہ نسخہ حضرت جابر سے سن کر لکھا تھا۔

عاصم قال: عرضنا علی عامرٍ صحیفۃ کتبت عن جابر بن عبد اللہ، فقال: قد سمعت ھذا کلہ من جابر رضی اللہ عنہ[2]

عاصم کا بیان ہے کہ ہم نے عامر شعبی کے سامنے ایک صحیفہ پیش کیا جس کو میں نے جابر بن عبد اللہ سے لکھا تھا، عامر نے دیکھ کر کہا کہ اس کی تمام روایات میں نے حضرت جابرؓ سے سنی ہیں۔

حضرت جابر کے تلامذہ میں ابو سفیان طلحہ بن نافع قرشی کے پاس بھی ان کی احادیث کا ایک صحیفہ تھا جس کی وہ روایت کرتے تھے، ابن عیینہ، وکیع اور شعبہ کا قول ہے کہ:

حدیث ابی سفیان عن جابر انما ھی صحیفۃ[3]

حضرت جابرؓ کی احادیث ابو سفیانؓ کی روایت سے کتابت کی ہیں۔

بصرہ کے اہل علم کے پاس حضرت جابرؓ کا یہ صحیفہ تھا، جس کو حسن بصری نے ان سے لے کر روایت کی۔

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۷۷، [2] المحدث الفاصل ص ۴۳، [3] الکفایہ ص ۳۵۴ و تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۷

قال التیمی: ذھبوا بصحیفۃ جابر الی الحسن فرواھا، او قال: اخذھا[1]۔

تیمی کا بیان ہے کہ کچھ لوگ صحیفہ جابر کو حسن بصری کے پاس لے گئے تو انہوں نے اس کی روایت کی، یا اس کو لے کر رکھ لیا۔

ایک مرتبہ حسن بصری سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ابو سعید! جو حدیثیں آپ ہم سے بیان کرتے ہیں کس کی روایت سے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔

صحیفۃ وجدناھا[2]۔

ایک صحیفہ سے جس کو ہم نے پایا ہے۔

غالباً اس سے مراد صحیفۂ جابر ہے۔

حضرت جابرؓ کے پاس ان کی احادیث کا ایک صحیفہ تھا اور ان کے تلامذہ ان سے اس کی روایت کرتے تھے۔ سلیمان بن قیس یشکری کے تذکرہ میں ابو حاتم نے کہا ہے:

جالس جابراً، وکتب عنہ صحیفۃ وتوفی، وروی ابو الزبیر، وابو سفیان، والشعبی عن جابر، وھم قد سمعوا من جابر، و اکثرہ من الصحیفۃ[3]

سلیمان بن قیس نے جابر کی مجلس درس میں ان سے سنکر صحیفہ لکھا، اور ابو الزبیر، ابو سفیان، اور شعبی نے جابر سے روایت کی، ان لوگوں نے جابر سے حدیث کا سماع کیا، جس کا اکثر حصہ صحیفہ سے تھا۔

اس صحیفۂ جابر کی اہمیت کا حال یہ تھا کہ ائمۂ حدیث قرآن کی طرح اس کو یاد کرتے تھے، امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ قتادہ بن دعامہ کا حافظہ علمائے بصرہ میں سب سے قوی تھا جو بات بھی سنتے تھے یاد کر لیتے تھے، میں نے ایک مرتبہ ان کے سامنے صحیفہ جابر کو پڑھا اور انہوں نے یاد کر لیا[4]۔ ایک مرتبہ قتادہ بن دعامہ نے سعید بن ابو عروبہ سے کہا کہ آپ قرآن دیکھئے میں

---

[1] الکفایہ ص ۳۵۴، [2] ایضاً، [3] تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۱۵، [4] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۱۶، والجرح والتعدیل ج ۳ قسم ۲ ص ۱۳۵

پڑھتا ہوں چنانچہ اس طرح پوری سورۂ بقرہ سنائی اور ایک حرف کی بھی غلطی نہیں کی، اس کے بعد قتادہ نے سعید بن عروبہ سے کہا کہ ابو نصر! میں صحیفۂ جابر کا سورۂ بقرہ سے زیادہ حافظ ہوں[1]۔ ابن حجر نے اس واقعہ کو تفصیل سے یوں بیان کیا ہے کہ قتادہ نے سعید بن ابو عروبہ سے کہا کہ آپ مصحف ہاتھ میں لیں، اس کے بعد قتادہ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جس میں ایک حرف کی بھی غلطی نہیں کی، اور کہا کہ ابو النضر! میں نے صحیح پڑھا؟ سعید بن ابو عروبہ نے اثبات میں جواب دیا تو کہا کہ میں سورۂ بقرہ سے زیادہ صحیفۂ جابر کا حافظ ہوں، ابن حجر نے آخر میں لکھا ہے۔

وکانت قرئت علیہ[2]۔	صحیفۂ جابر قتادہ بن دعامہ سے پڑھا گیا تھا۔

حضرت جابرؓ کے تلامذہ میں عبدالرحمٰن بن سابط جمحی مکی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل احادیث کی روایت کی ہے، نیز متعدد صحابہ سے روایت کی ہے، ان کے پاس حضرت جابرؓ حدیث لکھتے تھے، ربیع بن سعد کا بیان ہے:

رأیت جابراً یکتب عند ابن سابط فی الواح[3]۔	میں نے حضرت جابر کو دیکھا کہ ابن سابط کے یہاں تختیوں پر لکھتے تھے۔

حضرت جابر نے مناسکِ حج پر احادیث کا ایک مختصر سا مجموعہ تیار کیا تھا جو صحیح مسلم میں موجود ہے[4]۔

حضرت انس بن مالک کی احادیث کے صحیفے اور نسخے

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بھی احد المکثرین ہیں، دس سال کی عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر باش رہے، لکھنا بھی جانتے تھے، بعد میں اپنے لڑکوں کو احادیث لکھنے کی تاکید کرتے تھے، نضر اور موسیٰ دونوں لڑکوں کا بیان ہے کہ والد ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور آثار کے

[1] تاریخ کبیر ج ۴ ص ۱۸۶، [2] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۵۳، [3] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲ [4] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۴۱

لکھنے اور ان کے حاصل کرنے کا حکم دیتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم اس شخص کے علم کو علم نہیں سمجھتے تھے جو اس کو نہیں لکھتا تھا[1]۔ ابن عبدالبر نے بھی حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو حدیث کی کتابت کی تاکید کیا کرتے تھے[2]۔

حضرت انسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو صحیفہ کی شکل میں جمع کر کے آپ کو سنا دیا تھا اور بعد میں اس کی روایت کرتے تھے، اس صحیفہ کے علاوہ بھی حضرت انسؓ اپنے معاصر صحابہ سے کوئی حدیث سنتے تھے اور اس میں ندرت ہوتی تو لکھ لیا کرتے تھے، محمود بن ربیع بیان کرتے ہیں:

لما حدث عتبان بن مالکؓ	ایک مرتبہ عتبان بن مالکؓ نے حدیث بیان
قال انس: فاعجبنی الحدیث	کی تو حضرت انسؓ نے کہا کہ مجھے اچھی لگی،
فقلت لہ: اکتبہ؟ قال:	اور میں نے عتبان سے کہا کہ میں اس کو لکھ
اکتبہ[3]۔	لوں؟ انہوں نے کہا کہ لکھ لو۔

یہ واقعہ صحیح مسلم میں تفصیل سے ہے، اس میں حضرت انسؓ کا قول ہے کہ فقلت لابنی اکتبہ "فکتبہ" یعنی میں نے اپنے لڑکے سے کہا کہ اس کو لکھ لو اور انہوں نے لکھا۔

عتبان بن مالک بن عمرو انصاری سلمی رضی اللہ عنہ اصحاب بدر میں سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت عمرؓ کے درمیان ...... مواخاۃ فرمائی تھی، ان سے حضرت انسؓ نے روایت کی ہے۔

صحیفۂ انس کا تذکرہ کتابوں میں متعدد تابعین اور ائمہ حدیث سے منقول ہے، رامہرمزی نے لکھا ہے۔

[1] شرف اصحاب الحدیث خطیب بغدادی ص ۹۷ (ترکی) [2] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲، [3] المحدث الفاصل ص ۳۶۸ و ۳۷۰

عن هبيرة بن عبد الرحمٰن	ہبیرہ بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا ہے کہ
قال: كنا اذا اكثرنا على انس بن	جب ہم لوگ حضرت انس سے زیادہ حدیث
مالك القى الينا مخلاة، فقال:	کے لئے اصرار کرتے تھے تو وہ ہمارے
هٰذه احاديث كتبتها عن رسول	سامنے تھیلا لاکر ڈالتے تھے اور کہتے تھے
الله صلى الله عليه وسلم۔[1]	کہ ان احادیث کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھا ہے۔

ہبیرہ بن عبد الرحمٰن سے امام بخاریؒ نے یہ واقعہ یوں نقل کیا ہے۔

كنا اذا اكثرنا على انس، القى	جب ہم حضرت انس سے زیادہ حدیث کے
الينا سجلا، فقال: هٰذه	لئے اصرار کرتے تھے تو ہمارے سامنے تھیلا
احاديث كتبتها من النبى	ڈال دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان احادیث
صلى الله عليه وسلم ثم	کو میں نے ...... رسول اللہ صلی اللہ
عرضتها عليه[2]	علیہ وسلم سے لکھا ہے، پھر ان کو آپ کے سامنے پیش کیا ہے

سیوطی نے حضرت انس کے دوسرے شاگرد یزید رقاشی سے یوں روایت کی ہے۔

كنا اذا اكثرنا على انس بن	جب ہم حضرت انسؓ سے زیادہ حدیث کے
مالك، اتانا بمجال له، فالقاها	لئے اصرار کرتے تھے تو ہمارے سامنے تھیلا
الينا، وقال: هٰذه احاديث	لاکر ڈال دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان حدیثوں
سمعتها من رسول الله صلى الله	کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

[1] المحدث الفاصل ص ۳۶۷، [2] تاریخ کبیر ج ۱ قسم ۲ ص ۲۲

عليه وسلم وكتبتها وعرضتها[1]	سنا ہے اور لکھ کر ان کو پیش کیا ہے۔

ان روایات میں سے کسی میں احادیث کے لکھنے کسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع اور کسی میں آپ کے سامنے پیش کرنے کی تصریح ہے، اس لئے ہم نے سب کو نقل کر دیا ہے، اسی طرح کسی میں مخلاۃ کسی میں سجل اور کسی میں مجال کا ذکر ہے، اور یہ سب الفاظ قریب المعنی ہیں۔ حضرت انس کے صحیفہ اور ان کی احادیث ومرویات کو ائمہ حدیث میں بڑی مقبولیت حاصل تھی اور وہ ان کو لکھ لیا کرتے تھے۔ یزید رقاشی کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کی معیت میں حج کیا اور ان سے حضرت انسؓ کی حدیثیں بیان کیں جن کو انہوں نے لکھ لیا اور مجھ سے کہا کہ اس وقت میرے پاس تم کو دینے کے لئے مال نہیں ہے، البتہ میں تمہارا وظیفہ مقرر کر دوں گا، چنانچہ انہوں نے میرے لئے چار سو درہم ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔[2]

حضرت عمرو بن حزم کی احادیث کے صحیفے اور نسخے

حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کا امیر بنا کر روانہ فرمایا تاکہ وہاں مسلمانوں کو دین اور قرآن کی تعلیم دیں اور زکوٰۃ وصول کریں، اس وقت ان کی عمر صرف سترہ سال کی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام ایک مفصل مکتوب روانہ فرمایا جس میں فرائض، زکوٰۃ، دیت اور دوسرے دینی احکام ومسائل کی تفصیل تھی، یہ مکتوب احادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

حضرت عمرو بن حزمؓ نے اس مکتوب نبوی کے ساتھ دیگر اکیس (۲۱) مکاتیب جمع کئے تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عادیا، بنی عریض، تمیم داری، جہینہ، جذام، طے، اور ثقیف وغیرہ قبائل کے نام روانہ فرمایا تھا، اس مجموعہ کی روایت ابو جعفر دیبلی سندھیؒ نے کی ہے، اور ابن طولون نے اپنی کتاب اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین میں ان سب کو نقل کر دیا ہے۔[3]

[1] تدریب الراوی ص ۲۶۹، [2] المحدث الفاصل ص ۳۷۲، [3] مقدمہ صحیفہ ہمام بن منبہ ص ۱۳

ان کے پوتے ابوبکر محمد بن عمر ابن حزم انصاری کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ منورہ کا قاضی بنا کر حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو تلاش کر کے جمع کر دیں چنانچہ انھوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ تیار کیا، اسی درمیان میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہوگیا اور وہ ذخیرۂ احادیث ضائع ہوگیا، امام مالکؒ کا بیان ہے کہ ہمارے یہاں مدینہ میں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے زیادہ کوئی شخص علم قضا کا جاننے والا نہیں تھا، عمر بن عبدالعزیز نے ان کو قاضی مقرر کیا تھا، اور ان کو لکھا ہے کہ عمرۃ بنت عبدالرحمٰن اور قاسم بن محمد کی احادیث لکھیں، چنانچہ انہوں نے کتابوں میں ان کو جمع کیا۔

فسألت ابنه عبد الله	میں نے ان کے لڑکے عبداللہ بن ابوبکر
بن ابی بکر عن تلك الكتب	سے ان کتابوں کے بارے میں سوال کیا تو
فقال: ضاعت [1]	انہوں نے کہا کہ ضائع ہوگئیں۔

افسوس کہ بہت سے صحابہؓ کی احادیث کی طرح عبداللہ بن ابوبکر کے پردادا حضرت عمرو بن حزم کی احادیث بھی ان کتابوں کے ساتھ ضائع ہوگئیں۔

حضرت معاذ بن جبل کی احادیث کے صحیفے اور نسخے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جماعت صحابہ میں حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا امیر بنایا تھا۔ اور آپ کی وفات کے بعد وہاں سے واپس آئے، بعد میں مستقل قیام ملک شام کے شہر حمص میں تھا، ابومسلم خولانی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حمص کی مسجد میں گیا، جہاں تقریباً تیس عمر رسیدہ صحابہ موجود تھے، ان میں ایک خوبصورت نوجوان خاموش بیٹھا تھا، اور جب یہ حضرات کسی مسئلہ میں بحث کرتے تو اسی نوجوان کی طرف رجوع ہوتے تھے مجھے بتایا گیا

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۳۹

کہ یہ معاذ بن جبل ہیں، ابوبحریہ کا بیان ہے کہ میں حمص کی مسجد میں گیا، وہاں ایک خوبصورت جوان تھا، لوگ اس کے گرد حلقہ لگائے بیٹھے تھے، جب وہ جوان بات کرتا تو گویا اس کے منہ سے نور اور موتی جھڑتا تھا، لوگوں نے بتایا کہ یہ معاذ بن جبل ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل کے کئی تلامذہ نے ان مرویات و احادیث کو صحیفہ اور نسخہ کی شکل میں جمع کیا تھا، اور وہ ان کی روایت کرتے تھے، ابن عائذ کا بیان ہے۔

وجدنا فی نسخة عن معاذ	ہم نے ایک نسخہ میں جو معاذ بن جبل سے مروی
بن جبل، ان النبی صلی الله	ہے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیه وسلم نهی ان یدخل	ایسی عورتوں کے پاس تنہا جانے سے منع
علی المغیبات [1]	فرمایا ہے، جن کے شوہر غائب ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عائذ شمالی حمصی نے حضرت معاذ بن جبل کے علاوہ کئی کبار صحابہ سے روایت کی ہے، ان کے پاس نسخہ، معاذ بن جبل کے علاوہ دوسرے حضرات کی احادیث کتابی شکل میں موجود تھیں جن پر علمائے حمص کو اعتماد تھا، ثور بن یزید سے روایت ہے۔

كان اهل حمص یاخذون	اہل حمص ان کی کتابیں لے کر دیکھتے تھے اور
كتبه، فما وجدوا فیها من	احکام کے بارے میں جو احادیث پاتے تھے ان
الاحكام اعتمدوه [2]	پر اعتماد کرتے تھے۔

معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم تھے، اس لئے اہل علم ان کی احادیث و مرویات پر اعتماد کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن غنم اشعری حضرت معاذ بن جبل کے علم کے خصوصی حامل و ناشر ہیں۔ ان

[1] المحدث الفاصل ص ۴۹۸، [2] تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۰۴

سے میسرہ نامی ایک راوی نے حضرت معاذ بن جبل کی احادیث کتاب میں لکھی تھیں۔

محمد بن نجّار کا بیان ہے:

قرأت فی کتاب میسرة عن	میں نے میسرہ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ
عبد الرحمٰن ابن غنم، عن	عبد الرحمٰن بن غنم نے معاذ بن جبل سے
معاذ بن جبل قال: قال رسول	روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من	نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کوئی مصیبت
اصابتہ مصیبة فخرق جیباً	پہونچے اور وہ اپنا گریبان پھاڑے تو
فقد خرق دینہ[1]	اس نے اپنا دین پھاڑا۔

شاید یہاں میسرہ سے مراد میسرہ مولیٰ فضالہ بن عبید شامی دمشقی ہوں جن کو ابوذرعہ دمشقی نے تابعین کے طبقہ علیا میں شمار کیا ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب کی احادیث کا نسخہ — حضرت سمرہ بن جندب بن ہلال فزاری رضی اللہ عنہ قبیلہ انصار کے حلیف تھے، غزوۂ احد میں پہلے ان کو صغر سنی کی وجہ سے شرکت کی اجازت نہیں ملی مگر انہوں نے اپنے ہم عمر رافع بن خدیج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کشتی میں پچھاڑ دیا تو آپ نے ان کو بھی شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی، ان کا بیان ہے کہ

کنت غلاماً علی عہد رسول	میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	میں لڑکا تھا، اور آپ سے سن کر احادیث
فکنت احفظ عنہ۔	یاد کر لیتا تھا۔

حضرت سمرہ بعد میں بصرہ میں آباد ہو گئے تھے، انہوں نے اپنے صاحبزادوں سلیمان

---

[1] المحدث الفاصل ص ۴۹۵۔

اور سعد کے لئے احادیث و آثار کا ایک بڑا مجموعہ تیار کیا تھا جس کے متعلق محمد بن سیرین کا قول ہے۔

فی رسالة سمرة الی بنیہ علم کثیر[1]	سمرہ کے رسالہ میں جوان کے دونوں لڑکوں کے نام ہے بہت زیادہ علم ہے۔

اس رسالہ یا نسخہ کی روایت حضرت سمرہ کے خاندان میں نسلاً بعد نسل ہوتی رہی چنانچہ ان سے ان کے بیٹے سلیمان نے اور سلیمان سے ان کے بیٹے خبیب اور علی بن ربیعہ والبی نے کی، ابن حجر نے لکھا ہے۔

"سلیمان بن سمرہ نے اپنے والد سے ایک بڑے نسخہ کی روایت کی ہے اور ان سے ان کے بیٹے خبیب بن سلیمان اور علی بن ربیعہ والبی نے روایت کی ہے"[2]

ابو سلیمان خبیب بن سلیمان بن سمرہ کے تذکرہ میں تصریح ہے، روی عن ابیہ، عن جدہ نسخة وعنہ ابن عمہ جعفر بن سعد بن سمرة بن جندب۔[3]

علی بن ربیعہ والبی کوفی نے حضرت سمرہ سے حدیث کی روایت کی ہے، اور ان کے بیٹے سلیمان بن سمرہ سے اس نسخہ کی روایت کی ہے۔[4] اور ابو محمد جعفر بن سعد بن سمرہ کے ذکر میں تصریح ہے کہ انہوں نے خبیب بن سلیمان سے اس نسخہ کی روایت کی ہے۔[5] ان سے ان کے بیٹے مروان بن جعفر نے خبیب کے پوتے محمد بن ابراہیم سے اس کی روایت کی ہے، امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اس کی سند اور ابتدا یوں بیان کی ہے:

قال مروان بن جعفر: اخبرنا محمد بن ابراھیم بن خبیب بن سلیمان، عن جعفر بن سعد بن سمرة، عن سلیمان، عن ابیہ، عن سمرة بن جندب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، من سمرة بن جندب الی بنیہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نصلی کل لیلة بعد المکتوبة ما قلّ او کثر، ونجعلہا وترا۔[6]

---

[1] الاصابہ جلد ۳ ص ۱۳۰، [2] تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۹۸، [3] ایضاً ج ۳ ص ۱۳۵، [4] ایضاً ج ۲ ص ۹۳، [6] تاریخ کبیر ج ۱ قسم ۱ ص ۲۶